مرد مومن سن ذرا

تیری تہذیب تری طرح مثالی نہ رہی
بیچ ڈالی ہے خودی تونے سیادت کے عوض
تیری آنکھ میں وہ عجز کی لالی نہ رہی
بے ضمیری پہ ہے خوش اپنی جلالت کے عوض
تیرا ایمان ہے زمانے کی رسومات میں گم
دے کے اپنا یہ جنوں تونے خریدی جو خرد
اس خدا پر بھی تیری پختہ خیالی نہ رہی
ہو چکا پھر تو فنا اپنی خیانت کے عوض

تیرے ساغر میں چھلکتی ہے بغاوت کی شراب
ہے ترے دل کی تباہی تیرا بے خود سار باب
مسجدیں کیوں ہیں ترستی تیرے چہرے کے لئے
بے اثر کیوں ہے تیرا کفر پہ آخر یہ شباب

تونے سمجھا ہے گل ورنگ کو بس اپنا جہاں
تیرے اسلاف کی ٹھوکر میں زمانہ تھا کبھی
وسعت فکر تیری کھو چکی آخر ہے کہاں
تیر و شمشیر کی بانہوں میں ٹھکانہ تھا کبھی
تیرے افکار کا مرکز ہے ترا اپنا وجود
تھی کبھی تیری نگاہوں میں شجاعت کی چمک
بے اثر کیوں ہے بھلا تجھ پہ بتا آیت قرآن
دل میں توحید کی مشعل کا خزانہ تھا کبھی

تجھ کو اسلام سے نسبت کا کوئی پاس نہیں
تیرے کردار میں اس پھول کی بو باس نہیں
تونے سمجھا ہے فقیری کو بھی حسرت کا جہاں
موت ہوتی ہے کہ جب ہوتی کوئی آس نہیں

تونے سمجھا ہے شب و روز کو معمول کی بات
کاش پیدا تیرے دل میں محبت ہو کبھی
ہے رات گیا دن، جو ہوا دن تو گئی رات
تیرے کردار کو اسلاف سے نسبت ہو کبھی
ان میں تو ہیں پنہاں تیری تکمیل کے اسرار
اتنا اسلام کی عظمت کو تو سینے میں بسا
جو سمجھے انہیں تو، تو یہ لمحات ہیں سوغات
تجھ کو اسلاف میں ہونے کی سعادت ہو کبھی

مسعود الرحمٰن اثر بن عبد الواحد نقیب